بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

حرفِ اوّل

برادر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اس حقیقت کے اعتراف و اظہار میں کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی کہ ان کے شعور کی سب سے تحتانی سطح پر تو نقوش مرتسم ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم کی ملّی شاعری کے' اور اُن کے بعد اُن کی شخصیت کی تعمیر میں سب سے زیادہ مؤثر عامل مولانا مودودی مرحوم کی تصانیف ہیں ——— پھر جس رُخ پر انہوں نے اپنی عملی جدّوجہد کو اُستوار کیا ہے اُس کے ضمن میں بھی اُن کا اپنا بیان کردہ موقف یہی ہے (ملاحظہ ہو اُن کی تالیف 'سرافگندیم' کا پیش لفظ) کہ وہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کی زور دار دعوت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۰ء تک دی اور اس کے لیے ایک عملی جدّوجہد کا آغاز بھی کیا۔ اگرچہ بعض اسباب و موانع کے باعث جلد ہی بددل ہو کر اپنا رُخ تبدیل کر لیا۔ اُس سے جو خلا پیدا ہوا اُسے پُر کیا مولانا مودودی مرحوم نے لیکن وہ بھی کچھ عرصہ اُس راستے پر چل کر آزادیٔ ہند اور قیام پاکستان سے پیدا شدہ بعض 'مواقع' سے فریب کھا کر ایک دوسرے رُخ پر پڑ گئے ——— اور اب اُس سے جو خلا پیدا ہوا ہے اُسے پُر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ برادر محترم!

لہٰذا یہ محض اتفاق کی بات نہیں ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بھی پہلے "دارالارشاد" کے نام سے کلکتہ میں ایک ادارہ قائم فرمایا تھا اور پھر "حزبُ اللہ" کے نام سے شخصی بیعت کی اساس پر ایک جماعت قائم کی تھی۔ اسی طرح مولانا مودودی مرحوم نے بھی کچھ عرصہ "ادارۂ دارُالاسلام" کے ساتھ کام کیا ——— اور پھر قائم کی "جماعت اسلامی" ایک دستور کے ساتھ وفاداری کی اساس پر! اور برادرِ محترم نے بھی اوّلاً ۱۹۷۲ء میں قائم کی 'مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' جس کے پیش نظر سب سے بڑا منصوبہ تھا "ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو پیش کر سکے" ——— اور چند سال بعد ۱۹۷۵ء میں قائم کی "تنظیم اسلامی" جس کی اساس "بیعتِ سمع و طاعت و ہجرت و جہاد" پر قائم ہے۔

ایک داعی کو بالخصوص اپنی جدّ وجہد کے ابتدائی مراحل میں جن حالات و واقعات کا سامنا ہوتا ہے ـــــــ اور اس ضمن میں داخلی احساسات وجذبات کی جن کیفیات سے وہ گزرتا ہے اُس کا ایک نہایت دلچسپ مرقع مولانا مودودی مرحوم کی ایک تحریر سے سامنے آتا ہے جو انہوں نے "ادارۂ دارالاسلام" کی وقف کمیٹی کے سامنے ۱۶ اپریل ۱۹۳۸ء کو پیش کی تھی جسے ہم اس اشاعت میں معاصر "فاران" اور "ایشیا" کے شکریہ کیساتھ شائع کر رہے ہیں۔

'ادارہ دارالاسلام' کا منصوبہ اصلاً علامہ اقبال مرحوم کے ذہن کی پیداوار تھا۔ لیکن اس کے بانی جناب چودھری نیاز علی خان مرحوم تھے ـــــــ اور اگرچہ مولانا مودودی مرحوم کی پنجاب منتقلی علامہ مرحوم ہی کے ایما پر ہوئی تھی اور ستمبر ۳۷ء میں چودھری صاحب مرحوم کی معیت میں مولانا مرحوم کی علامہ اقبال مرحوم سے تین ملاقاتیں ہو چکی تھیں جن میں منصوبہ کے عملی پہلو طے پائے نتیجۃً مولانا مرحوم ۱۶ مارچ ۳۸ء کو پٹھانکوٹ منتقل ہو گئے لیکن پنجاب منتقلی کے بعد علامہ مرحوم سے ملاقات کی نوبت نہ آئی اور ۲۱ اپریل کو علامہ کا انتقال ہو گیا ـــــــ چنانچہ اب ادارہ دارالاسلام کے ضمن میں سارا معاملہ مولانا مودودی مرحوم اور چودھری نیاز علی خان مرحوم اور اُن کے بعض رفقائے کار کے مابین رہ گیا ـــــــ یہی وجہ ہے کہ اس تعلق میں کئی اتار چڑھاؤ آئے ـــــــ اور مولانا مودودی مرحوم کو بہت سی ذہنی کشمکش اور عملی کشاکش سے سابقہ پیش آیا۔ جس کی تفصیلی کیفیات اس تحریر میں ہویدا ہیں۔

"مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور" اور قرآن اکیڈمی کا معاملہ بحمداللہ اس سے بہت مختلف رہا۔ اس کا پورا خاکہ بھی برادر محترم ہی کے ذہن کی پیداوار تھا (ملاحظہ ہو "اسلام کی نشأۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام") اور پھر اس کی تشکیل بھی اسطرح ہوئی کہ پالیسی وغیرہ سے متعلق جملہ اختیارات تا زیست برادر محترم ہی کے ہاتھ میں ہیں لہٰذا الحمدللہ ثم الحمدللہ گذشتہ بارہ سال سے یہ دونوں ادارے کامل خوش اسلوبی سے پروان چڑھ رہے ہیں۔

حُسنِ اتفاق سے انہی دنوں قرآن اکیڈمی میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز ہوا ہے۔ گذشتہ دو سال کے دوران تو اکیڈمی کی رفاقت سکیم کے تحت چھ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں پر مشتمل پہلے گروپ کی تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اِس سال چالیس سے زائد طلبہ پر

مشتمل ایک ایسے گروپ کی دوسالہ تدریس کا کورس شروع ہوا ہے جس میں نصف کے قریب ایف اے، ایف ایس سی، بی اے، بی ایس سی اور ایم اے، ایم ایس سی نوجوان ہیں۔ اور نصف کے قریب فارغ التحصیل اور برسرکار انجینئر، ڈاکٹر اور دوسرے "پیشہ ور" لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کاروباری یا ملازمتی کیریئرز میں سے دوسال تحصیلِ علم دین کے لیے نکالے ہیں! ——— اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو استقامت عطا فرمائے اور ان میں سے چند ایک کو تو ضرور ہی اعلیٰ علمی سطح پر دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالے ——— اور باقی حضرات کو حسبِ صلاحیت واستعداد دعوت وتبلیغِ دین کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (آمین ثم آمین) —

اس سلسلے میں ایک صاحب کا ایک دلچسپ تنقیدی خط روزنامہ "پاکستان ٹائمز" لاہور میں شائع ہوا تھا جس کا جواب راقم الحروف نے اشاعت کے لیے ارسال کر دیا تھا خدا کا شکر ہے کہ معاصر مذکور نے اُسے معمولی قطع وبرید کے ساتھ شائع کر دیا ——— اس اشاعت میں قارئین کی دلچسپی کے لیے دونوں کے چربے بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔

اس اشاعت میں مولانا محمد طاسین صاحب کے مقالے" مروجہ نظامِ زمینداری اور اسلام" کی آخری قسط شائع ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت سے مولانا موصوف کا دوسرا طویل مقالہ جو" مضاربت" کے موضوع پر ہے سلسلہ وار شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔

'حکمتِ قرآن' کا یہ شمارہ دو ماہ کی اشاعتوں کا قائم مقام ہے۔ یعنی ستمبر اور اکتوبر ۸۴ء کا۔ اگرچہ اس پر درج صرف اکتوبر ۸۴ء ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ یہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ سے پہلے پہلے قارئین تک پہنچ جایا کرے گا۔

خاکسار

(اسرار احمد)